سوال

انگلینڈمیں میرے ایک دوست کی بیوی اپنے خاوند سے برطانوی طلاق قانون کے مطابق خاوند سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے، خاوند نے اس کے اخراجات بہت زیادہ ہونے کی بنا پر بیوی کو اسلامی طلاق دینے کی پیشکش کی کہ وہ اس سے رجوع بھی نہیں کریگا لیکن بیوی اس پر راضی نہیں ہوئی، یہ علم میں رہے کہ بیوی کے کہنے کے مطابق اس نے کئی اسباب کی بنا پر علیحدہ ہونے کا مطالبہ کیا ہے، کیا خاوند اس کو اسلامی طلاق پر مجبور کرسکتا ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

کسی بھی مسلمان عورت کےلیے اپنے خاوند سے بغیر کسی ایسے سبب کے جو طلاق مباح کرتا ہو طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو وہ بہت شدید قسم کی وعید کی مستحق ٹھریگی

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی کےاپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابوداود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے

دوم :

جو عورت کسی سبب مثلا خاوند کے برے افعال یا شدید زدکوب کرنے کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنا ناپسند کرتی ہو تو اسے طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے، اور وہ مکمل مالی حقوق کی مستحق ہوگی

اور جو عورت خاوند کی جانب سے سبب کے بغیر اپنے خاوند کے ساتھ رہنا ناپسند کرے، اور وہ خاوند کو برداشت نہ کرسکتی ہو اور اسے خدشہ ہو کہ وہ خاوند کی اطاعت نہ کرکے گناہ کر بیٹھے گی تو بھی اس کےلیے خلع کرکے خاوند سے علیحدگی طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ طلاق کا مطالبہ نہیں کرسکتی بلکہ خلع ہی کریگی، اس لیے جو خاوند طلب کرے مثلا مہر کی واپسی یا اس سے زیادہ یا کم تو بیوی کو ادا کرکے اس سے علیحدہ ہونے کا حق حاصل ہوگا

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس لیے اگر ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کےلیے کچھ دے ڈالے اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں تم ان سے تجاوز مت کرو، اور جو کوئی بھی اللہ کی حدیں تجاوز کریگا تو وہی ظالم ہیں البقرۃ (229).

چنانچہ اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق دینے کی رغبت رکھتا ہو تو اس کے لیے بیوی کے مہر سے کچھ لینا حرام ہے، اس میں خلع لینے کا جواز پایا جاتا ہے، کہ عورت اپنے آپ کو خاوند سے چھڑانے کے لیے اتنا مال ادا کر دے جس پر خاوند اور بیوی دونوں کا اتفاق ہو جائے

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (104534) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

سوم :

بیوی یا کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان وضعی اور غیر شرعی قوانین کو جو شریعت الہی کے مخالف ہیں کو موقع غنیمت اور اپنے لیے فرصت جانے تا کہ وہ کچھ حاصل کر سکے جس کی وہ مستحق ہی نہ تھی

اور پھر مسلمان پر تو واجب ہے کہ وہ اپنے سب حالات میں شرعی احکام کے مطابق فیصلہ کروائے، اور جو مال یا فائدہ بھی اسے اللہ کی مشروع کردہ شریعت کے خلاف حاصل ہو وہ اس کے لیے حرام ہے، وہ اس کی ملکیت نہیں بن سکتی اور نہ ہی اس کے لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا حلال ہو گا

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعوی تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے النساء (60).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

سو تیرے پروردگار کی قسم! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں النساء (65).

اور ایک مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالی سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ المآئدۃ (50).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

مسلمانوں کے آپس میں جھگڑے مثلا طلاق اور تجارتی امور یا اس طرح کے دوسرے معاملات کا فیصلہ امریکی عدالتوں اور قوانین کے مطابق کروانے کا حکم کیا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا :

" مسلمان شخص کے لیے ان وضعی اور غیر شرعی قوانین کے مطابق فیصلہ کروانا جائز نہیں، لیکن ضرورت کے وقت جب شرعی عدالت نہ ہو تو پھر اس شرط کے ساتھ فیصلہ کروایا جا سکتا ہے کہ اگر اس کے حق میں فیصلہ ہو بھی جائے اور وہ اس کا حق نہ ہو تو یہ حق لینا جائز نہیں ہو گا " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز

الشیخ عبد العزیز آل شیخ

الشیخ صالح الفوزان

الشیخ بکر ابوزید

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (502/23).

مزید آپ سوال نمبر (4044) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں کسی کافر جج یا پھر کسی عقلمند امام جو کہ عالم نہ ہو سے فیصلہ کروانے کے متعلق شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی بہت ہی اہم کلام منقول ہے

اس بنا پر اس خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو نصیحت کرے کہ وہ شرعی فیصلہ کروائے، اور وہ اسے اس کے پورے حقوق ادا کریگا، اور اگر وہ شرعی فیصلہ کروانے سے انکار کر کے اس غیر شرعی قانون کے مطابق ہی فیصلہ کروانے پر مصر ہو تو پھر اس کے سامنے یہی ہے کہ وہ اسے شرعی طلاق دے دے، اور پھر اگر اس پر ظلم ہو اور اسے نقصان اٹھانا پڑے اور وہ مالی جرمانہ ادا کرے تو خاوند کو اس پر صبر کرنا چاہیے، اگر اسے دنیا میں اس کا حق نہیں ملتا، تو کل روز قیامت اسے اس کا حق دلایا جائیگا، جس نے اس پر ظلم کیا اس کی نیکیاں اسے دلائی جائینگی

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

114850